سپریم کورٹ رپورٹس (1998) SUPP. 1 ایس سی آر

این۔ بالا کرشنن

بنام

ایم۔ کرشنا مورتی

3 ستمبر 1998

(ایس۔ ساگر احمد اور کے۔ ٹی۔ تھامس، جسٹسز)

حد معیاد ایکٹ ، 1963: دفعہ 5۔

تاخیر۔ درگذر۔ عدالت کی صوابدید۔ کی مشق۔ رہنما خطوط بیان کیے گئے۔ مدعا علیہ نے عدالت سے رجوع کرنے میں 883 دن کی تاخیر کو درگذر کرنے کے لئے درخواست دائر کی تاکہ اس کے خلاف ایک طرفہ حکم نامہ منسوخ کیا جاسکے۔ اس کے وکیل کی طرف سے عدم کارروائی جس کا حوالہ تاخیر کی وضاحت کے طور پر دیا گیا ہے۔ مدعا علیہ نے صارفین کے ازالے کے فورم کے سامنے اپنے وکیل کے طرز عمل کے بارے میں بھی شکایت کی اور معاوضے کے طور پر 50,000 روپے وصول کیے۔ ٹرائل کورٹ نے مدعا علیہان کی تاخیر کی وضاحت قبول کرلی اور اسے درگذر کر دیا۔ تاہم، نظر ثانی میں عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا کہ مدعا علیہ لاپرواہ تھا اور کسی بھی وقت کارروائی کے مرحلے کی تصدیق کرنے کے لیے کافی محتاط نہیں تھا۔ منعقد: الفاظ" کافی وجہ" کو آزادانہ طور پر سمجھا جانا چاہیے۔ تاخیر کی مدت متعلقہ نہیں ہے؛ وضاحت کی قبولیت ہی واحد معیار ہے۔ بدنیتی پر مبنی ارادے کی عدم موجودگی یا تاخیر کی حکمت عملی کے طور پر جان بوجھ کر تاخیر کی عدم موجودگی میں، عدالت کو تاخیر کو درگذر کرنا چاہیے۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے عدالت کو مخالف فریق کی طرف سے کیے گئے قانونی چارہ جوئی کے اخراجات کو ذہن میں رکھنا چاہیے اور اسی کے مطابق معاوضہ دینا

چاہیے-ایک بار جب عدالت صوابدیدی کے مثبت استعمال میں تاخیر کو درگذر کر دیتی ہے،تو عدالت عالیہ، خاص طور پرنظر ثانی عدالت،کو عام طور پر اس طرح کی درگذر میں خلل نہیں ڈالنا چاہیے-لیکن اگر درگذر سے انکار کیا جاتا ہے تو عدالت عالیہ کے لیے اس کے پاس آنے کے لیے کھلا ہوگا۔مقدمے کے حالات میں تاخیر کی وجہ پر نئے سرے سے غور کرنے کے بعد خود اپنے فیصلے میں،عدالت عالیہ نے نظر ثانی میں ٹرائل کورٹ کے اس حکم کو پریشان کرنے میں غلطی کی جس میں تاخیر کی منظوری دی گئی تھی،خاص طور پر جب مدعاعلیہ کا طرز عمل پورے وارنٹ پر اسے موجودہ دور کی زندگی میں کسی کے مصروف پیشے کے حوالے سے غیر ذمہ دارانہ مدعی کے طور پر مذمت نہیں کرتا ہے۔

مدت وقت-تعین-مقصد-منعقد: فریقین کے حقوق کو تباہ کرنے کے لیے نہیں-یہ عوامی پالیسی پر مبنی ہے-قانونی مداوے کے لیے عمر عام فلاح و بہبود کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

الفاظ اور جملے :

" کافی وجہ" -کا مطلب-حد معیاد ایکٹ، 1963 کے دفعہ 5 کے تناظر میں۔

زیادہ سے زیادہ:

" مفاد مملکت ہے کہ مقدمات کا خاتمہ ہو-کا مطلب۔

مدعاعلیہ نے ایک مقدمہ دائر کیا،جسے اپیل کنندہ مدعاعلیہ کے خلاف یک یکطرفہ قرار دیا گیا۔اپیل کنندہ نے ایک طرفہ فرمان کو کالعدم قرار دینے کے لیے درخواست دائر کی اور 883 دن کی تاخیر کی درگذر کے لیے حد معیاد ایکٹ 1963 کی دفعہ 5 کے تحت درخواست بھی دائر کی۔اپیل کنندہ کے وکیل کی طرف سے عدم کارروائی کو تاخیر کی وجہ قرار دیا گیا۔اپیل کنندہ نے مذکورہ وکیل کے خلاف ڈسٹرکٹ کنزیومر ڈسپیوٹس ریڈریسل فورم کے سامنے شکایت بھی درج کرائی اور اسے 50,000 روپے کا معاوضہ ملا۔ٹرائل کورٹ نے تاخیر کے لیے اپیل کنندہ کی وضاحت کو قبول کر لیا اور اسے درگذر کر دیا۔تاہم،عدالت عالیہ نے نظر ثانی میں ٹرائل کورٹ کے حکم کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اپیل کنندہ لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہا تھا اور کسی بھی وقت کارروائی کے مرحلے کی تصدیق کرنے کے لیے کافی محتاط نہیں تھا۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد. 1.1: عدالت کا بنیادی کام فریقین کے درمیان تنازعہ کا فیصلہ کرنا اور خاطر خواہ انصاف کو آگے بڑھانا ہے۔ مختلف حالات میں عدالت سے رجوع کرنے کے لیے مقرر کردہ وقت کی حد اس لیے نہیں ہے کہ اس طرح کے وقت کی میعاد ختم ہونے پر کوئی برا مقصد ایک اچھے مقصد میں تبدیل ہو جائے گا۔ [409-ب]

1.2۔ حدود کے قوانین کا مقصد فریقین کے حقوق کو تباہ کرنا نہیں ہے۔ ان کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ فریقین دیر کرنے والے ہتھکنڈوں کا سہارا نہ لیں، بلکہ فوری طور پر ان کا مداوا تلاش کریں۔ قانونی مداوا فراہم کرنے کا مقصد قانونی چوٹ کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی مرمت کرنا ہے۔ حدود کا قانون اس طرح ہونے والی قانونی چوٹ کے ازالے کے لیے اس طرح کے قانونی مداوا کے لیے عمر کی مدت طے کرتا ہے۔ اس طرح حدود کا قانون عوامی پالیسی پر مبنی ہے۔ یہ مفاد مملکت ہے کہ مقدمات کا خاتمہ ہو میں درج ہے (یہ عام فلاح و بہبود کے لیے ہے کہ ایک مدت قانونی چارہ جوئی کے لیے رکھی جائے)۔ خیال یہ ہے کہ ہر قانونی مداوا کو قانونی طور پر مقررہ مدت کے لیے زندہ رکھا جانا چاہیے۔ [409-سی-ایف]

2.1۔ تاخیر کی درگذر عدالت کی صوابدید کا معاملہ ہے۔ حد بندی قانون، 1963 کی دفعہ 5 میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اس طرح کی صوابدید کا استعمال صرف اس صورت میں کیا جا سکتا ہے جب تاخیر ایک مخصوص حد کے اندر رہو۔ تاخیر کی مدت کوئی بات نہیں ہے؛ وضاحت کی قبولیت ہی واحد معیار ہے۔ بعض اوقات قابل قبول وضاحت کی کمی کی وجہ سے مختصر ترین رینج کی تاخیر ناقابل درگذر ہو سکتی ہے جبکہ بعض دیگر معاملات میں بہت طویل رینج کی تاخیر کو درگذر کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کی وضاحت تسلی بخش ہے۔ [408-ایف-جی]

2.2۔ ایک بار جب عدالت وضاحت کو کافی تسلیم کر لیتی ہے تو یہ صوابدیدی کے مثبت استعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اور عام طور پر اعلی عدالت کو اس طرح کے نتیجے میں خلل نہیں ڈالنا چاہیے، نظر ثانی کے دائرہ اختیار میں بہت کم، جب تک کہ صوابدیدی کا استعمال مکمل طور پر ناقابل قبول بنیادوں پر یا من مانی یا بدنیتی پر نہ ہو۔ لیکن یہ ایک مختلف معاملہ ہے جب پہلی عدالت تاخیر کو درگذر کرنے سے انکار کرتی ہے۔ ایسے معاملات میں، اعلی عدالت تاخیر کی وجہ پر نئے سرے سے غور کرنے کے لیے آزاد ہو گی اور اعلی عدالت کے لیے کھلا ہے کہ وہ نچلی عدالت کے نتیجے تک بغیر کسی رکاوٹ کے بھی اپنے فیصلے پر پہنچے۔ [A-409؛G-H-408]

3۔ تاخیر کی ہر صورت میں متعلقہ مدعی کی طرف سے کچھ غلطی ہو سکتی ہے۔صرف یہی اس کی درخواست کو مسترد کرنے اور اس کے خلاف دروازہ بند کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔اگر وضاحت بدنیتی پر مبنی نہیں ہے یا اسے تاخیر کی حکمت عملی کے حصے کے طور پر پیش نہیں کیا گیا ہے تو عدالت کو مدعی پر انتہائی غور کرنا چاہیے۔لیکن جب یہ سوچنے کے لیے معقول بنیاد موجود ہو کہ تاخیر فریق کی طرف سے جان بوجھ کر وقت حاصل کرنے کے لیے کی گئی تھی تو عدالت کو وضاحت کو قبول کرنے کے خلاف جھکنا چاہیے۔[H-409 ؛ A-B-410]

شکنتلا دیوی جین بنام کنتل کماری، اے آئی آر (1969) ایس سی 575 اور ریاست مغربی بنگال بنام ایڈ منسٹریٹر، ہاوڑہ بلدیہ، اے آئی آر (1972) ایس سی 749، پر بھروسہ کیا۔

4.1۔ تاہم، تاخیر کو درگذر کرتے ہوئے عدالت کو مخالف فریق کو مکمل طور پر نہیں بھولنا چاہیے۔یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ ہارنے والا ہے اور اس نے بھی قانونی چارہ جوئی کے کافی بڑے اخراجات اٹھائے ہوں گے۔یہ صحت بخش رہنما اصول ہوگا کہ جب عدالتیں سائل کی طرف سے تاخیر کی وجہ سے ہونے والی تاخیر کو درگذر کر دیں تو عدالت مخالف فریق کو اس کے نقصان کی تلافی کرے گی۔[410-بی-سی]

4.2۔ فوری معاملے میں، اپیل کنندہ کا طرز عمل اسے غیر ذمہ دارانہ مدعی کے طور پر سزا دینے کے پورے وارنٹ پر نہیں ہے۔اس نے مقدمے کا دفاع کرتے ہوئے جو کیا وہ اس سے زیادہ دور نہیں تھا جو ایک مدعی وسیع پیمانے پر کرے گا۔یقینا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے قانونی چارہ جوئی کی پیشرفت کی جانچ پڑتال کے لیے مختصر وقفوں پر اپنے وکیل سے مل کر زیادہ چوکس رہنا چاہیے تھا لیکن ان دنوں کے دوران جب ہر کوئی اپنی زندگی کے پیشے میں پوری طرح مصروف ہے، اس طرح کی اضافی چوکسی کو اپنانے کی غلطی کو اسے ایک مدعی کے طور پر پیش کرنے کی بنیاد کے طور پر استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے واقف نہیں ہے، اور سخت نتائج کے ساتھ اس سے ملنے کی ضرورت ہے۔[D-F-408]

4.3۔ اپیل کنندہ کی طرف سے مقرر کردہ تاخیر کی وضاحت ٹرائل کورٹ کو اپنی صوابدید کے استعمال میں تسلی بخش پائی گئی اور عدالت عالیہ نے اس نتیجے کو منسوخ کرنے میں غلطی کی جب کہ عدالت عالیہ نظر ثانی شدہ

دائرہ اختیار کا استعمال کر رہی تھی۔ بہر حال، مدعا علیہ کو خاص طور پر معاوضہ دیا جانا چاہیے کیونکہ اپیل کنندہ نے کنزیومر ڈسپیوٹس ریڈریسل فورم کے بذریعے مجرم وکیل سے پچاس ہزار روپے کی رقم حاصل کی ہے۔ لہذا، متنازعہ حکم کو ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کو بحال کر کے اس شرط پر خارج کر دیا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ اس فیصلے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر مدعا علیہ کو دس ہزار روپے (یا اسے اس عدالت میں جمع کرے گا) کی رقم ادا کرے گا۔ [410-سی-ای]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1998 کی دیوانی اپیل نمبر 76-4575۔

1997 کے سی۔آر۔پی۔نمبر 2694/96 اور آر۔اے۔نمبر 125 میں مدراس عدالت عالیہ کے مورخہ 13.11.97 / 26.2.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے کرشنا سوامی۔

مدعا علیہ کے لیے گوروجین اور محترمہ ابھا جین۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس تھامس، اجازت دی گئی۔

درخواست کو منتقل کرنے میں بظاہر بے حد تاخیر کی وضاحت کو ٹرائل کورٹ نے حد معیاد ایکٹ 1963 کی دفعہ 5 کے تحت قبول کر لیا تھا لیکن عدالت عالیہ نے نظر ثانی میں اس نتیجے کو پلٹ دیا اور اس کے نتیجے میں تحریک کو مسترد کر دیا۔ عدالت عالیہ کے اس حکم نے ان اپیلوں کو جنم دیا ہے۔

ان اپیلوں کے لیے جن حقائق کی بمشکل ضرورت ہوتی ہے وہ درج ذیل ہیں:

مدعا علیہ کی طرف سے دائر کردہ حق اور ذیلی ریلیف کے اعلان کے لیے ایک مقدمہ 28.10.1991 پر ایک طرفہ حکم دیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ، جو مقدمے میں مدعا علیہ تھا، حکم نامے کے بارے میں معلوم ہونے پر اسے الگ کرنے کے لیے درخواست دائر کی۔ لیکن 17.02.1993 پر ڈیفالٹ کے لیے درخواست کو مسترد کر دیا گیا۔ اپیل کنندہ نے اس حکم کو صرف 19 اگست 1995 کو الگ کرنے کی درخواست کی جس کے لیے 883 دن کی تاخیر نوٹ کی گئی۔ اپیل کنندہ نے ایک وضاحت پیش کرکے تاخیر کو درگذر کرنے کے لیے ایک اور درخواست بھی دائر کی جس کا خلاصہ اس طرح کیا جاسکتا ہے:

اپیل کنندہ نے ایک وکیل (ایک سری ایم ایس راجتھ) کو یک طرفہ فرمان کو کالعدم قرار دینے کی تحریک پیش کرنے کے لیے شامل کیا لیکن وکیل اسے یہ بتانے میں ناکام رہا کہ 17.2.1993 پر کوتاہی کے لیے درخواست مسترد کر دی گئی تھی۔ جب اسے عملدرآمد کی طرف سے سمن موصول ہوا۔ 5.7.1995 اس نے اپنے وکیل سے رابطہ کیا لیکن اسے بتایا گیا کہ شاید عملدرآمد کی کارروائی ڈگری دارنے کی ہوگی کیونکہ اس طرح کی عملدرآمد کی کارروائی کے خلاف کوئی روک نہیں ہے۔ اسی وکیل کے مشورے پر، اس نے عملدرآمد کی کارروائی کی مزاحمت کرنے کے لیے وکالت نامہ سمیت کچھ کاغذات پر دستخط کیے، اس کے علاوہ وکیل کی فیس اور دیگر اتفاقی اخراجات کے لیے دو ہزار روپے ادا کیے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ وکیل نے اس کے بعد بھی عدالت میں کچھ نہیں کیا- 4.8.1995 پر عدالت کی طرف سے عملدرآمد کا وارنٹ جاری کیا گیا اور اسے اپنے وکیل کے طرزِ عمل پر شک ہوا اور اس لیے وہ عدالت میں پہنچا جہاں سے اسے یہ پریشان کن اطلاع ملی کہ ایک طرفہ فرمان کو کالعدم قرار دینے کی اس کی درخواست 17.2.1993 جلد ہی کوتاہی کے لیے مسترد کر دی گئی اور اس کے بعد عدالت میں اس کی طرف سے کچھ نہیں کیا گیا۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے وکیل نے پیشہ چھوڑ دیا ہے اور میسرز میکس ورتھ آرک ہیڈز بھارت لمیٹڈ کے قانونی معاون کے طور پر شمولیت اختیار کی ہے۔ لہذا اس نے 17.2.1993 کے حکم کو الگ رکھنے کے لیے موجودہ درخواست دائر کی۔

اپیل کنندہ مذکورہ درخواست دائر کرنے سے باز نہیں آیا۔ انہوں نے اپنی شکایت کو واضح کرتے ہوئے اور اپنے سابق وکیل کے خلاف ایک لاکھ روپے کے معاوضے کا دعوی کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ کنزیومر ڈسپیوٹس ریڈریسل فورم، مدراس نارتھ کا بھی رخ کیا۔ مذکورہ فورم نے حتمی حکم جاری کیا جس میں مذکورہ وکیل کو پانچ سو روپے کی لاگت کے علاوہ اپیل کنندہ کو پچاس ہزار روپے معاوضہ ادا کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اگرچہ ٹرائل کورٹ نے مذکورہ وضاحت کو قبول کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا اور تاخیر کو درگذر کر دیا، لیکن ترمیم کی سماعت کرنے والے مدراس عدالت عالیہ کے واحد جج نے اس خیال کا اظہار کیا کہ درخواست دائر کرنے میں 883 دن کی تاخیر کی مناسب وضاحت نہیں کی گئی ہے۔لہٰذا نظر ثانی کی اجازت دی گئی اور ٹرائل کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔جائزے کے لیے درخواست کی گئی تھی،لیکن اسے مسترد کر دیا گیا۔اس لیے یہ اپیلیں۔

عدالت عالیہ کے معروف واحد جج کا مذکورہ بالا نتیجے پر پہنچنے کا استدلال یہ ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے دائر بیان حلفی اس بارے میں خاموش تھا کہ اس نے اتنے طویل عرصے تک اپنے وکیل سے ملاقات کیوں نہیں کی۔فاضل واحد جج کے مطابق:

"اگر اپیل کنندہ کسی بھی وقت کارروائی کے مرحلے کے بارے میں تصدیق کرنے کے لیے کافی محتاط تھا اور اسے وکیل نے گمراہ کیا ہوتا تو ہی یہ کہا جا سکتا تھا کہ وکیل کے طرز عمل کی وجہ سے فریق کو سزا نہیں دی جانی چاہیے۔"

فاضل واحد جج نے تب مشاہدہ کیا کہ جب فریق مکمل لاپرواہی کا شکار ہوتا ہے تو اسے وکیل کو مورد الزام ٹھہرانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔فاضل واحد جج نے مزید تبصرہ کیا ہے کہ:

"بیان حلفی کا جائزہ کارروائی کے انعقاد میں مدعا علیہ کی طرف سے کسی قسم کی مستعدی ظاہر نہیں کرتا ہے۔جب پہلے ہی مقدمے کا یک طرفہ فیصلہ ہو چکا ہو، تو مدعا علیہ کو معاملے پر مزید مقدمہ چلانے میں زیادہ محتاط اور مستعد ہونا چاہیے تھا۔مدعا علیہ کے طرز عمل سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی وقت اسے مدعی کے طور پر اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہوا ہے۔"

اپیل کنندہ کا طرز عمل اسے غیر ذمہ دارانہ مدعی کے طور پر سزا دینے کے پورے وارنٹ پر نہیں ہے۔اس نے مقدمے کا دفاع کرتے ہوئے جو کیا وہ اس سے زیادہ دور نہیں تھا جو ایک مدعی وسیع پیمانے پر کرے گا۔یقیناً، یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے قانونی چارہ جوئی کی پیشرفت کی جانچ پڑتال کے لیے مختصر وقفوں پر

اپنے وکیل سے مل کر زیادہ چوکس رہنا چاہیے تھا۔لیکن ان دنوں کے دوران جب ہر کوئی اپنی زندگی کے پیشے میں پوری طرح مصروف ہے، اس طرح کی اضافی چوکسی کو اپنانے کی غلطی کو اسے ایک مدعی کے طور پر پیش کرنے کی بنیاد کے طور پر استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے واقف نہیں ہے، اور سخت نتائج کے ساتھ اس سے ملنے کی ضرورت ہے۔

یہ خود مختار ہے کہ تاخیر کی درگذر عدالت کی صوابدید کا معاملہ ہے۔حد بندی قانون کی دفعہ 5 میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اس طرح کی صوابدید کا استعمال صرف اس صورت میں کیا جا سکتا ہے جب تاخیر ایک مخصوص حد کے اندر ہو۔تاخیر کی مدت کوئی فرق نہیں پڑتا، وضاحت کی قبولیت ہی واحد معیار ہے۔بعض اوقات قابل قبول وضاحت کی کمی کی وجہ سے مختصر ترین رینج کی تاخیر ناقابل درگذر ہو سکتی ہے جبکہ بعض دیگر معاملات میں بہت طویل رینج کی تاخیر کو درگذر کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی وضاحت تسلی بخش ہے۔ایک بار جب عدالت وضاحت کو کافی تسلیم کر لیتی ہے تو یہ صوابدیدی کے مثبت استعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اور عام طور پر اعلی عدالت کو اس طرح کے نتیجے میں خلل نہیں ڈالنا چاہیے، تب تک کہ صوابدیدی کا استعمال مکمل طور پر ناقابل قبول بنیادوں پر یا من مانی یا بدنیتی پر نہ ہو۔لیکن یہ ایک مختلف معاملہ ہے جب پہلی عدالت تاخیر کو درگذر کرنے سے انکار کرتی ہے۔ایسے معاملات میں، اعلی عدالت تاخیر کی وجہ پر نئے سرے سے غور کرنے کے لیے آزاد ہوگی اور ایسی اعلی عدالت کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ نچلی عدالت کے نتیجے تک بغیر کسی رکاوٹ کے بھی اپنے فیصلے پر پہنچے۔

اس طرح کے مختلف موقف کی وجہ یہ ہے: عدالت کا بنیادی کام فریقین کے درمیان تنازعہ کا فیصلہ کرنا اور خاطر خواہ انصاف کو آگے بڑھانا ہے۔مختلف حالات میں عدالت سے رجوع کرنے کے لیے مقرر کردہ وقت کی حد اس لیے نہیں ہے کہ اس طرح کے وقت کی میعاد ختم ہونے پر ایک برا مقصد ایک اچھے مقصد میں تبدیل ہو جائے گا۔

حدود کے قوانین کا مقصد فریقین کے حقوق کو تباہ کرنا نہیں ہے۔ان کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ فریقین دیر کرنے والے ہتھکنڈوں کا سہارا نہ لیں، بلکہ فوری طور پر ان کا مداوا تلاش کریں۔قانونی مداوا فراہم کرنے کا مقصد قانونی چوٹ کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی مرمت کرنا ہے۔حدود کا قانون اس طرح ہونے والی قانونی چوٹ کے ازالے کے لیے اس طرح کے قانونی مداوا کے لیے عمر کی مدت طے کرتا ہے۔وقت قیمتی

ہے اور ضائع شدہ وقت کبھی دوبارہ نہیں آئے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئی وجوہات پیدا ہوں گی جن کی وجہ سے نئے افراد کو عدالتوں سے رجوع کر کے قانونی مداوا حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا ہر مداوا کے لیے ایک عمر مقرر کی جانی چاہیے۔ مداوا شروع کرنے کے لیے نہ ختم ہونے والی مدت نہ ختم ہونے والی غیر یقینی صورتحال اور اس کے نتیجے میں انتشار کا باعث بن سکتی ہے۔ اس طرح حدود کا قانون عوامی پالیسی پر مبنی ہے۔ یہ میکسم مفاد مملکت ہے کہ مقدمات کا خاتمہ ہو میں درج ہے (یہ عام فلاح و بہبود کے لیے ہے کہ ایک مدت قانونی چارہ جوئی کے لیے رکھی جائے)۔ حدود کے قوانین کا مقصد فریقین کے حقوق کو تباہ کرنا نہیں ہے۔ ان کا مقصد یہ دیکھنا ہے کہ فریقین دیر کرنے والے ہتھکنڈوں کا سہارا نہ لیں بلکہ فوری طور پر ان کا مداوا تلاش کریں۔ خیال یہ ہے کہ ہر قانونی مداوا کو قانونی طور پر مقررہ مدت کے لیے برقرار رکھا جانا چاہیے۔

عدالت جانتی ہے کہ تاخیر کو درگذر کرنے سے انکار کے نتیجے میں مدعی کو اپنا مقدمہ پیش کرنے سے روک دیا جائے گا۔ اس بات کا کوئی مفروضہ نہیں ہے کہ عدالت سے رجوع کرنے میں تاخیر ہمیشہ جان بوجھ کر کی جاتی ہے۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے تحت" کافی وجہ" کے الفاظ کو ایک آزادانہ تعمیر ملنی چاہیے تاکہ شکنتلا دیوی جین بنام کنتل کماری، اے آئی آر (1969) ایس سی 575 اور ریاست مغربی بنگال بنام ایڈمنسٹریٹر، ہاوڑہ بلدیہ، اے آئی آر (1972) ایس سی 749 کے ذریعے خاطر خواہ انصاف کو آگے بڑھایا جاسکے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تاخیر کی ہر صورت میں متعلقہ مدعی کی طرف سے کچھ غلطی ہو سکتی ہے۔ صرف یہی اس کی درخواست کو مسترد کرنے اور اس کے خلاف دروازہ بند کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اگر وضاحت بدنیتی پر مبنی نہیں ہے یا اسے تاخیر کی حکمت عملی کے حصے کے طور پر پیش نہیں کیا گیا ہے تو عدالت کو مدعی پر انتہائی غور کرنا چاہیے۔ لیکن جب یہ سوچنے کے لیے معقول بنیاد موجود ہو کہ تاخیر فریق کی طرف سے جان بوجھ کر وقت حاصل کرنے کے لیے کی گئی تھی تو عدالت کو وضاحت کو قبول کرنے کے خلاف جھکنا چاہیے۔ تاخیر کو درگذر کرتے ہوئے عدالت کو مخالف فریق کو مکمل طور پر نہیں بھولنا چاہیے۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ ہارنے والا ہے اور اس نے بھی قانونی چارہ جوئی کے کافی بڑے اخراجات اٹھائے ہوں گے۔ یہ ایک خوش آئند رہنما اصول ہوگا کہ جب عدالتیں سائل کی طرف سے تاخیر کی وجہ سے ہونے والی تاخیر کو درگذر کریں گی تو عدالت مخالف فریق کو اس کے نقصان کی تلافی کرے گی۔

اس معاملے میں اپیل کنندہ کی طرف سے قائم کی گئی تاخیر کی وضاحت ٹرائل کورٹ کو اپنی صوابدید کے استعمال میں تسلی بخش پائی گئی اور عدالت عالیہ نے اس نتیجے کو خراب کرنے میں غلطی کی، خاص طور پر اس وقت جب عدالت عالیہ نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کا استعمال کر رہی تھی۔ بہر حال، مدعاعلیہ کو خاص طور پر معاوضہ دیا جانا چاہیے کیونکہ اپیل کنندہ نے کنزیومر ڈسپیوٹس ریڈریسل فورم کے بذریعے غفلت برتنے والے وکیل سے پچاس ہزار روپے کی رقم حاصل کی ہے۔ لہٰذا ہم ان اپیلوں کی منظوری دیتے ہیں اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کو بحال کر کے اعتراض شدہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں لیکن اس شرط پر کہ اپیل کنندہ اس تاریخ سے ایک ماہ کے اندر مدعاعلیہ کو دس ہزار روپے (یا اسے اس عدالت میں جمع کرے گا) کی رقم ادا کرے گا۔

اپیلیں اسی کے مطابق نمٹائی جاتی ہیں۔

وی ایس ایس۔

اپیلوں کو نمٹا دیا گیا۔